باب۔94

صفاتِ کمالیہ

☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ۔

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہے۔ تعریف اللہ ہی کی ہے وہ تمام عالموں کی پرورش کرنے والا ہے۔ (سورۃ الفاتحہ: آیت 1)

صفاتِ کمالیہ کے اس موضوع کو جاننے کے لیے چند امور قابلِ بیان ہیں جن کے پورے طور سے نہ سمجھنے سے بڑے بڑے اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔

■ ذات، صفات اور اسماء میں کیا فرق ہے؟

- ذات (person or anything physical) : ذات وہ مستقل شئے ہے جو مرجعِ صفت ہوتی ہے۔ جیسے سفید کاغذ۔ سفید کا مرجع، کاغذ ہے۔
- صفت (adjective) : وہ غیر مستقل شئے جو مستقل شئے میں ہوتی ہے۔ سفیدی، غیر مستقل ہے جو مستقل کاغذ میں پائی جاتی ہے۔
- اسم (name) : ذات وصفات کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ جیسے، الرَّحْمٰنُ، صاحبِ رحم، یعنی وہ ذات جو رحم رکھتی ہے۔

پس اللہ، ذات ہے۔ رحم، صفت ہے۔ اور الرَّحْمٰنِ و الرَّحِیمِ، اسمآءِ الٰہیہ ہیں۔ ایک دفعہ اللہ کا لفظ کہا جاتا ہے مقابل صفات کے۔ مثلاً، اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ، اور وہ اسمِ ذات ہوتا ہے۔ ایک دفعہ اللہ کا لفظ بندے کے مقابل کہا جاتا ہے اور اس وقت ذات، جامعِ صفاتِ کمالیہ مراد ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ تعینِ ذاتی ہر حال میں باقی رہتا ہے اور تعین، باعتبارِ اسماء وصفات بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً زید پہلے بچہ تھا۔ پھر جوان ہوا۔ پھر ادھیڑ عمر ہوا۔ پھر بوڑھا ہوا۔ تو اس کا بچپن، جوانی، ادھیڑپن اور بڑھاپا، زید کے صفاتی تعین ہیں۔ لیکن ذاتی تعین یعنی اس کا زید ہونا جوں کا توں رہا۔

Siddiqui Publications

- صفت دو قسم کی ہوتی ہیں۔

(1)انضمامی(conjunctional) : وہ صفت جو خارج میں موصوف کے وجود کے سوا ایک قسم کا کمزور وجود رکھتی ہے جو موصوف سے وابستہ رہتا ہے لیکن مستقل طور پر پایا نہیں جاتا۔ جیسے دیوار میں سفیدی۔ سفیدی عارض ہوتی ہے تو دیوار سفید کہلاتی ہے۔ سیاہی لاحق ہوتی ہے تو دیوار سیاہ کہلاتی ہے۔

(2)انتزاعی(prepositional) : وہ صفت جو خارج میں خود تو وجود نہیں رکھتی۔ مگر خارج میں اس کا موصوف یا اس صفت کا منشا اس طرح واقع ہوتا ہے کہ اس سے صفتِ انتزاعی سمجھی جاتی ہے۔ جیسے آسمان اور زمین سے اوپر یا نیچے ہونے کو سمجھا جاتا ہے۔ اس کا منشا ذہن میں ہوتا ہے۔

اب یہ دیکھتے ہیں کہ ذات، صفتِ انضمامی، صفتِ انتزاعی اور جھوٹ میں کیا فرق ہے؟۔۔۔ مثال کے طور پر ہمارے سامنے شام کا رہنے والا ایک شخص بیٹھا ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے جو خارج میں موجود ہے جس سے اس کی ذات معلوم ہوئی۔ گورا رنگ معلوم ہوا، جو صفتِ انضمامی ہے۔ بیٹھا ہونا معلوم ہوا جو صفتِ انتزاعی ہے۔ اب اگر کوئی اس کے گورے رنگ کو کالا کہہ دے یا اس کے بیٹھے رہنے کو کھڑا ہوا کہہ دے تو یہ غلط بات ہے، جھوٹ بات ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ لفظ کے زبان پر، اور معنی کے ذہن میں رہنے سے شئے موجود نہیں ہوتی بلکہ شئے کو موجود اس وقت کہیں گے جب خود شئے خارج میں موجود ہو، یعنی منشا موجود ہو۔

وجود، عینِ ذاتِ حقہٗ ہے یعنی خارج میں بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بالعرض ہے۔ لہٰذا صفاتِ الٰہی سب انتزاعی ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے سوائے ہیں، نہ انضمامی ہی کی طرح ہیں۔ کیونکہ انضمامی کو خارج میں موصوف کے سوا، ایک قسم کا ضعیف وجود صحیح، مگر رہتا ضرور ہے۔

وجودِ حقیقی کو وجود بالذات بھی کہتے ہیں۔ وجود کے سوائے دوسرے صفاتِ الٰہی کا لحاظ رکھا جاتا ہے تو اسمآءِ الٰہی منتزع ہوتے ہیں، conceive کیے جاسکتے ہیں۔ صفاتِ الٰہی، منشا اور منتزع عنہ کے لحاظ سے عینِ ذات ہیں۔ اور بعدِ انتزاع سمجھنے میں جدا جدا۔ مُحیؔ کے معنی اور ہیں اور مُمِیتُ کے معنی اور۔ اللّٰہُ کے معنی ان سب سے جدا ہیں جو ان سب کا موصوف ہے۔ اسی بات کو اس طرح بھی کہتے ہیں کہ صفاتِ الٰہی، لَاعَیْنَ وَلَاغَیْرَ ہیں۔

اللہ کے بعض اسماء، وجودی ہیں۔ اثباتی ہیں۔ جیسے حَیٌّ ، عَلِیْمٌ ، قَدِیْرٌ۔ بعض عدمی و سلبی ہیں۔ جن سے ذاتِ الٰہی کا عیوبِ مخلوقات سے پاک ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے سُبُّوْحٌ ، قُدُّوْسٌ ، صَمَدٌ۔ بے نیاز، غنی، بے احتیاج۔ بعض صفاتِ حقیقی، اضافی ہیں۔ جیسے، عَلِیْمٌ، کہ ہے تو وجودی اور حقیقی صفت، مگر اس کو معلوم کی طرف اضافت و نسبت بھی ہوتی ہے۔ بعض صفات اضافیٔ محض ہوتے ہیں۔ جیسے اَوَّلُ وَ اٰخِرُ۔

اللہ کے نام کے ساتھ رَبّ کی صفت اس لیے بیان کی گئی کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ پیدا ہونے کے بعد اب آزاد ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ نہیں، تم جس طرح پیدا ہونے میں اس کے محتاج تھے اب ہر آن، ہر لحظہ، اس کی امداد کے، اس کی پرورش کی طرف محتاج ہو۔ تمھارے صفات اس کے کمالات کی طرف محتاج ہیں۔ اس دائمی امداد کو "نفسِ رحمانی" کہتے ہیں۔ جس طرح چراغ روشن رہتا ہے تو ہر آن تیل امداد کرتا ہے، یہ شعلہ بہ ظاہر قائم نظر آتا ہے مگر حقیقتاً ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے اور تیل اس کو تازہ وجود عطا کرتا ہے۔ اسی طرح ماسوائے اللہ، فنا ہوتے جاتے ہیں اور نفسِ رحمانی سے تازہ وجود پاتے ہیں۔ اس کو "تجددِ امثال" کہتے ہیں۔

وجودِ حقیقی یا وجود بہ معنی ما بہ الموجود یعنی وہ شئے جس کو دیکھ کر ہم چیز کو 'ہے' سمجھتے ہیں در حقیقت واقع میں ہے۔ یہ تمام دنیا بھی بے حقیقت اور خیالی نہیں ہے۔ مگر اس ساری دنیا کا قیام ہے کس پر؟۔۔۔ اس کے لیے ہم غور کرتے ہیں کہ اس ما بہ الموجود (all that exist) یا وجودِ حقیقی کے مقابل کیا شئے ہے۔ وہ ہو گی عدمِ محض یعنی non-existence یا nothingness۔ بھلا عدمِ محض کیوں کر موجود ہو سکتا ہے۔ اگر عدمِ محض موجود ہو تو پھر اجتماعِ نقیضین یعنی combining the two opposites لازم آجائے گا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ دنیا ہے اور دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ بھی ہیں۔ لیکن یہ سب چیزیں انتزاعی ہیں۔ پھر عدم کو کس طرح سمجھا جاتا ہے؟ اور منتزع یا visualize کس سے ہوتا ہے؟۔۔۔ یاد رکھو! عدم، ہمیشہ وجود سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ جب تک خدا محسوس نہ ہو گا، بندہ ہرگز سمجھ میں نہ آئے گا۔ پس ایک عجیب معنی نکلے، مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے۔۔۔!

غرض کہ صفاتِ الٰہیہ انتزاعی ہیں انضمامی نہیں۔ یعنی prepositional ہیں، conjunctional نہیں۔ کیونکہ صفتِ انضمامی بھی وجود رکھتی ہے۔ اور ذاتِ موصوف سے خارج، مگر وابستہ رہتی ہے۔ چونکہ وجود عینِ ذات، واجب تعالیٰ ہے لہٰذا کوئی شئے ذاتِ واجب تعالیٰ سے خارج نہیں ہو سکتی۔ خواہ خود واجب تعالیٰ کے اسماء وصفات ہوں یا ذواتِ ممکنات (یعنی یہ دنیا)۔ پس اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب انتزاعی ہے۔

■ واضح ہو کہ صفاتِ الٰہیہ تین قسم پر ہیں۔

(1) صفاتِ حقیقیہ محضہ: جو ذات کی اصلی صفتیں ہیں۔ ان کو کسی اور کی طرف نسبت کرنے کی ضرورت نہیں۔ جیسے حیوٰۃ۔

(2)صفاتِ حقیقیہ ذات اضافت : جو ہیں تو حقیقی صفات مگر ان کو اضافت و نسبت ، الی الحق ہو جاتی ہے۔ جیسے علم، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے مگر معلوم سے بھی اس کو ربط و تعلق ہے۔

(3)صفاتِ اضافیہ محضہ : موصوف میں ان صفات کا کوئی وصف قائم نہیں ہوتا۔ بلکہ موصوف کو کسی اور سے نسبت دی جاتی ہے تو ایک صفت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً زید تمھارے سامنے کھڑا تھا تو۔'سامنے' کی صفت منتزع ہوئی اور جب وہ تمھارے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا تو 'پیچھے' کی صفت منتزع ہونے لگی۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حقیقیہ اور صفاتِ حقیقیہ ذاتِ اضافت ، ازلی اور ابدی ہیں۔ ان کے وجود میں کسی اور کی طرف اضافت و نسبت کی حاجت نہیں۔ ایسے اوصاف ہی 'صفاتِ کمالیہ' ہیں۔

جو شئے سب کی اصل ہو، حقیقی وجود ہو، بالذات موجود ہو، ازلی و ابدی ہو، تمام موجودات کا مرجع و مآب وہی ہو، نہ اس کا ضد ہو نہ ند۔ وہی، لاریب واجب الوجود ہے، وہی منبع الوجود ہے، وہی حق معبود ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّـهُ أَحَدٌ ۔ اللَّـهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - سورۃ الفاتحہ صفحہ 1 تا 7 اور حکمت اسلامیہ از مولانا محمد عبد القدیر صدیقی حسرتؒ }

Siddiqui Publications